قیمت سالانہ ع؎
رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۳

گلدستۂ اخبار

ہماری فوجیں ۲۲ مارچ کو یردن کے پار اتر گئی ہیں۔
اور مشرق کیجانب بڑھتی جا رہی ہیں۔

ٹاکن واقعہ چین میں جنگ آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔

آئرلینڈ کی کنونشن بڑے بڑے معاملات کے فیصلوں پر پہونچ گئی ہے۔

چھوٹے چھوٹے معاملات فیصلہ طلب باقی ہیں۔
پہلے فیصلہ میں یہی وجہ تعویق کی ہے۔

رومانیہ کی التوائے جنگ (آرمسٹس) میں تین دن اور اضافہ کئے گئے ہیں۔

سویڈن نے اتحادیوں سے ایک لاکھ ۵۰ ہزار ٹن جہاز لینے کا معاہدہ کر لیا ہے۔

جرمنوں اور بلغاریوں کی ۴ لاکھ فوج مقدونیہ میں جمع ہو رہی ہے۔
یہ فوج سالونیکا پر جارحانہ حملے کرنیکی تیاریاں کر رہی ہے

شاہ حجاز کی فوج نے مدینہ سے ۸۰ میل شمال مغرب کی جانب جدہ کے نزدیک ترکوں کی شہری فوج کو ہلاک کر دیا

دریائے یردن کے مغربی کنارہ پر ہماری فوجیں بڑھ رہی ہیں

فرانسیسی ماہران جنگ کہتے ہیں کہ ہنڈنبرگ نے اپنی ریزرو فوج میدان جنگ میں بھیجدی ہے۔

۱۵ فروری سے ۵ مارچ تک فرانس نے دشمن کے ۵۲ ہوائی جہاز ہلاک کئے اسی عرصہ میں فرانسیسیوں کے صرف ۲۲ ہوائی جہازوں کا نقصان ہوا۔

تمام مغربی محاذ پر جنگ شدت سے ہو رہی ہے اتحادیوں کی حالت اچھی ہے۔

۲۵ مارچ کی آسمانی لڑائی میں دشمن کے ۴ جہاز نیچے اتار لئے گئے اور ۲۲ بے بس کر کے بھگا دیئے گئے۔

اس ہوائی جنگ میں صرف دس جہاز برٹش گم ہیں

اٹلی کے محاذ ٹرنٹینو پر ایک دو ہفتوں میں دشمن کے جارحانہ حملے ہونے والے ہیں۔

اٹلی میں آجکل پہاڑوں پر برف پڑ رہی ہے۔
اس نے جنگ میں بھی سردی پیدا ہو گئی ہے۔

امریکہ کا تیسرا لبرٹی لون (قرضہ آزادی) تین کھرب ڈالر تک پہونچ گیا ہے۔

گورنمنٹ جاپان نے سائبیریا میں مداخلت کرنے کا ابھی تک کوئی ارادہ نہیں کیا ہے۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ میں امسال ۱۰۰۴۱۲۱ ایکڑ زمین میں گندم کھڑی ہے۔

ہیرفرڈ کے لٹ بشپ صاحب جو حال ہی میں لٹ بشپ مقرر ہوئے ہیں بہت آزاد خیال ہیں۔

۲۳ مارچ کو فیروزپور میں رکروٹنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا اور فوجی خدمات کے تمغے وغیرہ عطا کئے گئے۔

نکسل کی وزراعتیاں بھی منسوب ہونیکا حکم سرکار نے دیدیا ہے
انگلستان میں آجکل بیس ہزار جرمن قیدی بند ہیں [illegible]
خیال ہے کہ یکم اپریل سے شیخوپورہ ضلع بن جائے گا۔

تاربرقیات

جنگ پر جرمن رائے

لنڈن ۲۲ مارچ - ایمسٹرڈم جرمن اخبارات ایک طول طویل جنگ کے لئے لوگوں کو ابھار اور تیار کر رہے ہیں۔ کولونسنے گزٹ لوگوں کو یاد دلاتا ہے کہ جرمنی سخت خوفناک دشمن کے ساتھ آکر بار پڑا ہے اور عظیم ترین کام تاحال آگے ہے۔ برٹش فوجیں غیر معمولی استقلال اور شجاعت سے لڑ رہی ہیں۔ ایک اور جرمن اخبار کہتا ہے کہ یہ بڑا جنگ تھوڑے سے عرصہ میں اور شاید مہینوں میں ختم نہیں ہو سکتا۔ متفرق اخبارات بیان کرتے ہیں کہ اتحادیوں کی عام محفوظ فوج ابھی تک میدان میں بلائی نہیں گئی ہے۔ جرمن اخبارات خیالات دوڑا رہے ہیں کہ کب اور کہاں تک اتحادیوں کی محفوظ فوج میدان جنگ میں لائی جائے گی جرمن کارسپانڈنٹ اسباب پر زور دے رہے ہیں کہ تاحال کوئی فیصلہ نظر نہیں آتا۔ فرانسیسی ماہرین سمجھتے ہیں کہ وہ وقت بسرعت آ رہا ہے جبکہ بڑا بالمقابل حملہ شروع ہوگا۔ اور یہ جنگ سب سے بڑا واقعہ ہوگا اُن کا خیال ہے کہ ہنڈنبرگ اپنی محفوظ فوج میدان میں حال ہی میں لے آیا ہے۔

اتحادی یردن کے پار ہیں۔

لنڈن ۲۳ مارچ۔ فلسطین کا ایک مراسلہ مظہر ہے کہ باوجود یردن کی دھار تیز ہونے کے بھی ہماری جماعتیں کل صبح کو دریائے یردن کے پار اتر گئی ہیں۔ اس وقت دریا پر پل باندھا گیا تھا۔ اور ہم دریا کے بائیں کنارہ پر مستقل ہو گئے۔ ہم نے مشرق کی جانب پیشقدمی کی اور مقابل فوج سے سخت مخالفت ہوئی۔ جنگ جاری ہے۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ فلسطین کا ایک سرکاری مراسلہ راوی ہے کہ ہم نے دریائے یردن کے بائیں کنارہ پر اپنے مورچے وسیع کرلئے ہیں۔ ہمارے طلایہ کی مشینوں میں سے ایک مشین نے پانچ ہوائی جہازوں پر حملہ کیا اور تین کو بے بس کر کے نیچے اتار لیا تھا۔ حجاز کی فوجوں نے جدہ کے نزدیک مدینہ سے ۸۰ میل شمال مغرب میں ترکی سنتری فوج پر دھاوا کر کے اُسے ہلاک کر دیا۔

مغربی محاذ

لنڈن ۲۵ مارچ - اس سہ پہر کا برٹش مراسلہ مخبر ہے کہ تمام محاذ پر جنگ سختی سے ہو رہی ہے۔ ہم نے کل سہ پہر اور شام کو دشمن کے طاقتور حملوں کو سختی سے پسپا کر دیا۔ یہ حملے باپوم کے شمال میں ہوئے تھے۔ ایک جگہ جرمن ہماری خندقوں تک پہنچ گئے تھے پہ کر انکو فوراً نکال دیا گیا۔ دوسری جگہوں پر جو حملے ہمارے مورچوں کے مقابلہ میں کئے گئے تھے اُن کو ہماری آتشباری نے بند کر دیا اور دشمن بڑے بھاری نقصانات کے ساتھ پسپا ہو گیا۔ اس گرد نواح اور باپوم کے جنوب میں گزشتہ رات اور آج صبح وقت تک تازہ حملے ہوتے رہے ہیں۔ پیرون کے جنوب میں ہم نے بالمقابل حملے کر کے دشمن کی اس فوج کو پسپا کر دیا جو لیکورٹ اور بری کے درمیان دریا سے عبور کر آئی تھی۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ رائٹر کا کارسپانڈنٹ مقیمی برٹش صدر مقامات آج تار دیتا ہوا کہتا ہے کہ کل دن کے وقت اور رات کی چاندنی میں جرمنوں نے ہماری فوجوں پر سخت حملے کئے جنہوں نے شجاعت کے ساتھ سر توڑ لڑائی کی۔ دشمن کے پاس اب تک بہی بڑے مورچے ہیں اور خشکی اور دریائی ٹڈی دل سے وہ برابر سپاہ لا رہا ہے۔ یہ نئی فوج ترجیحاً ان کی امداد کی انتظار کئے بغیر ہی باجرات ڈال رہے ہیں۔ دشمن یرلطفوں کی چھوٹی جماعتیں آگے لا رہا ہے۔ جو خصوصاً جاسوسی کرنے کا کام کرتی ہیں آج صبح کے وقت ہم نیسل اور ہم کے درمیان بالمقابل حملے کر رہے تھے۔ فرانسیسی فوجیں بھی لڑ رہی ہیں۔ علی الصبح باپوم کے شمال میں دشمن نے بڑے دباؤ کے ساتھ حملہ کیا مگر ہماری حد کو عبور نہ کر سکے منطقہ جنگ کے گردونواح شہری باشندگان کے درمیان جرمن ایجنٹس سنسنی خیز خبریں پھیلا رہے ہیں۔ مگر اُن کا ہم انسداد کر لیتے ہیں

دشمن کا نقصان

دشمن کا زور ابھی تک بسوم کے پرانے میدان جنگ ہی کی طرف ہے۔ جہاں کہ ہماری فوجیں سخت دباؤ کے سبب سے نئے مورچوں پر آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹ رہی ہیں اور ہر جگہ اُن چیزوں کو برباد کرتی جا رہی ہیں جو غالباً جرمنی کے استعمال میں آ سکتی ہیں ہوائی جہاز بھی گذشتہ رات بڑے مشغول تھے اور ہمارے سلسلہ خبر رسانی پر بم پھینکتے رہے۔ مگر دن کے وقت ہمارے ہوائی جہازوں کا مقابلہ کرنے سے جھجکتے ہیں۔ بہت سی جگہوں میں حالت بہت غیر معین رہتی ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ جنگ چلتے چلتے ہو رہی ہے ہماری فوج کا جوش اور استقلال بیان سے باہر ہے۔ دشمن کا نقصان بہت ہی ہو رہا ہے۔

ایک فرانسیسی مراسلہ مخبر ہے کہ ۱۵ فروری سے ۲۵ مارچ تک ہم نے دشمن کے ۷۵ ہوائی جہاز نیچے اتار لئے یا اُن میں آگ لگا دی۔ اور ۵۰ کو ناکارہ کر دیا ہماری



اڈیٹوریل نوٹس

خدا ۔ مسیح ۔ انسان

مسیح نے نہ صرف خدا کی ابویت ہی کو ظاہر کر دیا بلکہ یہ رازِ سربستہ بھی کھول دیا کہ انسان میں قابلیت ہے کہ وہ خدا کے فرزند بن جاویں۔ اور بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا بن کر اس رشتہ کی ابتدا کر دی۔ ایک عالم اور دیندار شخص اپنی ایک تصنیف میں کہتا ہے کہ مسیح کے خیال کی بنیاد یہ ہے کہ انسان نہ صرف مخلوق ہے بلکہ خدا کا بیٹا بھی۔ اس ابنیت کا دعوے یسوع نے بحیثیت مسیح ہونے کے خود اپنے ہی لئے کیا تاکہ وہ انسان کے لئے بھی اُس کا دعوے کرے۔ مسیح اُس عقیدہ کو رد کرتا ہے جو انسان خدا کی بابت رکھتا ہے کہ وہ واحد خدا ہے مگر انسان کو الہام نہیں دیتا۔ یہ وہ مذہب ہے جو خدا اور انسان کے درمیان دشوار گذار حد فاصل قایم کر دیتا ہے۔ مسیح نے بتایا کہ خدا اور انسانیت دراصل یکساں ہیں کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا۔ خدا کی خدائی جو مسیح کے ظہور سے پہلے مشکوک سی نظر آتی تھی۔ اور اُس کی صفات کا کچھ ٹھکانا نہ تھا مسیح کے ذریعہ سے نہایت ہی حقیقی ثابت ہو گئی اور اس کی صفات کا ماہیت کامل طور حاصل ہو گیا۔ اسی طرح انسانیت نے بھی نئی اور وسیع قدر و قیمت پائی۔ مسیح میں جو ابن آدم ہے خدا اور انسان کا وصل ہوتا ہے۔ یہاں فلسفہ اور مسیح کا مذہب بالکل مطابق نظر آتے ہیں۔ اگر خدا اور انسان دونوں شخصیت رکھتے ہیں تو ضرور ان کی ذات بھی ایک ہوگی۔ اور ایک بننے کے لئے نہ تو خدا کو تبدیل ہونا ضروری ہے اور نہ ہی انسان کے اندر کوئی اصلی تبدیلی لازمی ہے۔ اتھاناسیوس کا قول ہے کہ خدا انسان بنا تاکہ آدمی خدا بن جائے۔ خدا وہ کامل اخلاق اور سچائی اور محبت کی شخصیت ہے جس کے نمونہ پر انسان بنایا گیا ہے۔ بائبل کے اس فقرہ میں کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ اپنی صورت اور اپنی مانند میں خدا اور انسان کے درمیان مشابہت مقصود نہیں ہے۔ بلکہ وحدانیت یا یکسانیت مقصود ہے۔ پس انسانیت ہی خدا کا بیان اور اس کا ربط ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مسیحیوں کا یہ عقیدہ اور مسلمہ عقیدہ ہے کہ مسیح میں انسانی اور الٰہی دونوں ذاتیں ایک دوسرے کے ساتھ مگر علیحدہ ایسے طور پر موجود ہیں۔ اور تا ابد موجود رہیں گی کہ نہ تو انسانیت الوہیت میں اور نہ ہی الوہیت انسانیت میں حلول کر کے مخلوط ہو گئی۔

الٰہی اور انسانی شخصیت باہم ایسی وابستہ ہیں کہ ہم ان کو جدا نہیں کر سکتے اور مسیح میں خدا اور انسان کا اتحاد کوئی ایسا معجزہ نہیں ہے جس کا امکان نہ ہو۔ خدا میں اس لئے کوئی کمی واقعہ نہیں ہو سکتی کہ انسان کی روح اُس کی روح کی روح ہے یا بہ الفاظ دیگر اُس کے جزوی اوتار۔ انسانی شخصیت کا مطمح نظر یا آئیڈیل یہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں اس شے کا اظہار کرے جو خدا میں ازلی و ابدی حقیقت ہے۔ مسیح نے بھی اپنے اندر اسی بات کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ اُس نے فرمایا کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ لیکن ایسا جاننے سے اُس میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہو گئی۔ اُس کی انسانیت میں کمی نہیں آ گئی۔ بلکہ وہ کامل اور پورا انسان رہ گیا جیسا کہ وہ آدمی بنا تھا ویسا ہی اب بھی آدمی ہے اور اسی میں آدمیت کا استکمال ہوا اور اُس نے خود سب کچھ ظاہر کر دیا کہ جو کچھ آدمی ہو سکتا ہے۔ شخصیت ہی وہ چیز ہے جس کے باعث ہم خدا اور یسوع مسیح میں نہ تو الوہیت کے ہونے سے انکار کر سکتے ہیں اور نہ ہی انسانیت کو زائل کر سکتے ہیں جس تعلیم کے رو سے انسان اور مسیح۔ مسیح اور خدا۔ اور انسان اور خدا کے درمیان خطوط دشوار گذار کھینچے وہ انجیل کے خلاف ہے۔ اچھا اب اگر انسان اور مسیح کے درمیان خط فاصل کھینچو۔ اور مسیح کو اور خدا کو ایک ہی ذات کا سمجھو۔ اور انسان کو خدا سے بالکل علیحدہ کر دو۔ تو پھر کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے مسیح تو پھر ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے۔ وہ نہ تو انسان کا نجات دہندہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہمارا نمونہ بن سکتا ہے۔ ہمارے اور خدا کے درمیان ایک ایسا بحر زخار حائل ہو جائے گا کہ نہ ہم خدا سے مل سکیں گے اور نہ ہی خدا ہم سے مل سکیگا۔ سائنس کا مسئلہ ارتقا تو کہتا ہے کہ بندر سے آدمی بن گیا۔ لیکن اگر مسیح کو خدا کی جانب رکھو اور ہمیں مسیح سے کچھ واسطہ نہ ہو تو ہم ہرگز مسیح کے مشابہ یا مثیل مسیح نہیں ہو سکتے۔ اُس وقت ہمارا خدا کے ساتھ ایک ہونا ایسا ہی ناممکن ہوگا جیسا کہ خدا کا انسان بننا۔ لیکن اگر ہم انسان اور مسیح۔ مسیح اور خدا۔ انسان اور خدا کے درمیان کوئی خط فاصل نہ کھینچیں تو یہ ناممکن بات ممکن نظر آ جائے گی مسیح نے اُس دیوار کو جو خدا اور انسان کے درمیان گناہ کے باعث کھڑی ہو گئی تھی بالکل منہدم کر دیا۔ اور خدا اور انسان کا میل اپنی شخصیت میں کر کے دکھا دیا کہ انسان اور خدا کا بھی میل ہو سکتا ہے۔

خدا ہمارا باپ ہے } یہ مسیحی مذہب کی اُن تعلیموں میں سے ایک ہے جن کی نظیر دیگر مذاہب میں معدوم ہے۔ مسیحی مذہب کا خاصہ ہے کہ وہ خدا اور انسان کے درمیان باپ

بیٹے کا رشتہ قایم کرتا اور جانبین سے باہمی ویسے سلوک اور برتاؤ کی تعلیم دیتا ہے۔ خدا کے ساتھ گنہگار انسان کا جو تعلق ہے اُسے وہ بدل ڈالتا اور اُن کے درمیان ایک نیا اور لاثانی تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ ایک محمدی شخص خدا کو ہرگز "باپ" نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اُس کے مذہب کی کتاب میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ ہندو بھی خدا کو اس نام سے پکار نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ کسی شخص خدا کا قایل نہیں ہے۔ کنفیوشس کا کوئی پیرو بھی خدا کو اپنا باپ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کی بابت فرضی اسی تصور پر غور کرتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے۔ بدھ مذہب کا پیرو بھی اس امر کا قایل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کا منکر ہے۔ مگر ہر مسیحی خدا کو بڑی خوشی اور یقین کے ساتھ اپنا باپ کہہ سکتا ہے۔ اگر خدا ہمارا باپ نہ ہو اور ہمیں بھی اس بات کا علم اور یقین نہ ہو تو اس زندگی کا کیا فائدہ ہے۔ نہ خدا ہمارے ساتھ ایسی حالت میں پدرانہ سلوک کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم اس کی فرزندانہ فرمانبرداری اور عزت اور محبت ہی کر سکتے ہیں۔

مکتی فوج کا کام محاذ پر

امریکہ کے مشغول جنگ ہونے سے پیشتر فرانس میں سالویشن آرمی نے ۹ لاکھ ڈالر سے زیادہ صرف کیا ہے اور فرانس اور برطانیہ عظمیٰ میں ۲۰۰ سے زیادہ آرامگاہیں - ۱۸۳ جھونپڑیاں - ۲۰۰ ہسپتال اور ۳۵ ایمبولنس تیار کرنے میں یہ بڑی رقم صرف کردی ہے۔ سال گزشتہ کے ماہ اگست کے اوائل میں سالویشن آرمی کی سب سے پہلی امریکن کنٹنجنٹ جس میں ۱۲۰ افسر تھے فرانس کے امریکن سپاہیوں کے درمیان اپنا کام شروع کرنے کے لئے روانہ ہوئی ہے۔ فرانس کی بہت سی چھاؤنیوں میں بہت سی فوجی جھونپڑیاں اور آرامگاہیں قایم ہیں۔ بن چکی اور تاحال بن رہی ہیں۔ جہاں نئی فوجی بھرتی تربیت پا رہی ہے۔ مکتی فوج کا منشا ہے کہ اگر فنڈ مہیا ہو جاوے تو فوجی کیمپوں کے نزدیک نزدیک جس قدر شہر ہیں اُن میں سے ہر ایک میں یا جہاں جہاں فوجیں زیادہ ہیں وہاں اور زیادہ جھونپڑیاں یا آرامگاہیں تیار ہیں۔

فلسطین اور یہودی

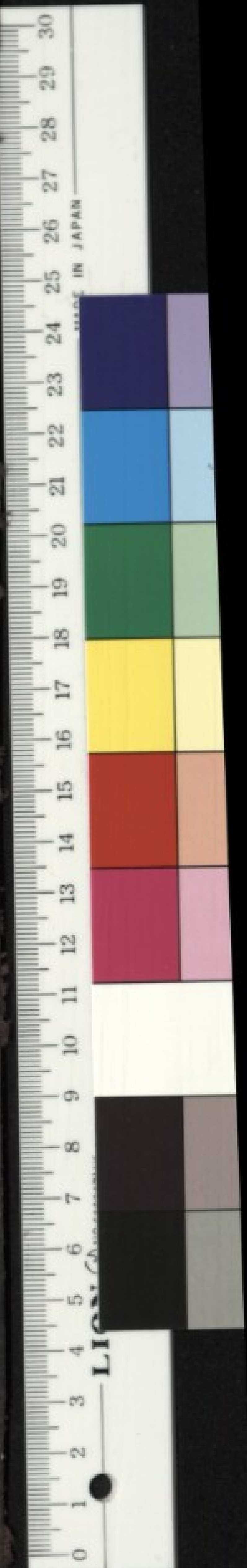
چند برسوں کا عرصہ گزرا ہے کہ جب بیرن راتھشیلڈ نے یہ تجویز کی تھی کہ اُس کا خاندان اس کام میں مدد دے کہ وہ ترکوں سے فلسطین خرید کر یہودیوں کو دیدے تو کہتے ہیں کہ اُس نے کہا "نہیں۔ جو سرزمین خدا نے ہمارے باپ دادوں کو دی تھی ہم اُسے ہرگز نہیں خریدینگے۔ وہ دن آئے گا جب خدا خود ہم کو ہماری میراث میں واپس لے آئیگا"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت جلد آ رہا ہے کہ اس سادہ مگر سچے ایمان کا ثمرہ یہودیوں کو بہت جلد ملنے والا ہے۔ ابھی کوئی شخص بتا نہیں سکتا کہ فلسطین اور یہودیوں کا مستقبل کیا ہوگا؟ اس کی سیاسی پیشینگوئی کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر خدا اپنی مرضی اور تجاویز کو بڑے عجیب و غریب طریقوں سے پورا کر لیتا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ نے صیہونی تحریک اور یہودیوں کو فلسطین او فلسطین میں یہودیوں کو از سرنو بحال کرنے کی تجویز پر اپنی مرضی کا اظہار کر دیا ہے۔ اور شاید یہ کام بین الاقوامی سلطنت کے ذریعہ سے ہوگا۔ چنانچہ گزشتہ ماہ نومبر کی دوسری تاریخ کو برٹش فارن آفس کے آنریبل مسٹر جیمس بالفور نے لارڈ راتھشیلڈ کو ایک سرکاری خط لکھا تھا جس میں اُس نے حسب ذیل عبارت تحریر کی تھی۔

"ہز مجسٹی کی گورنمنٹ اس بات کو منظوری کی نظر سے دیکھتی ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کے لئے ایک قومی مسکن قایم کیا جائے۔ اور اس امر میں وہ آسانی پیدا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے گی"۔

ہر ایک تاریخ اور نبوت کا مطالعہ کرنے والا اس اعلان کا مقابلہ خورس کے اُس حکم سے کر سکتا ہے۔ جو اُس نے قبل از مسیح ۵۳۶ برس یہودیوں میں نافذ کیا تھا جس کے مطابق یہودی لوگ بابل سے آ کر فلسطین میں پھر آباد ہو گئے تھے۔ وزیر اعظم کے اس اعلان نے صیہونیوں کی امید کو اور زیادہ مستحکم کر دیا اور یہودیوں نے بڑی سرگرمی سے اس اعلان کو لبیک کہا۔ ممکن ہے کہ جنگ کے خاتمہ میں بہت سے یہودی اپنے آبائی ملک میں واپس آ کر آباد ہو جائیں اور یوں دوسری پیشینگوئیاں بھی پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں۔

سرزمین فلسطین

توقع کیجاتی ہے کہ جب مذکورہ بالا پیشینگوئی تکمیل کو پہنچ جائے گی تو جس ملک میں کسی وقت دودھ اور شہد بہتا تھا اور جس کو ترکوں نے اپنی بدانتظامی اور برے سلوک سے ویران کر چھوڑا تھا۔ پھر از سرنو سرسبز اور باثمر اور خوبصورت ہو جائے گا۔ کہتے ہیں کہ یہاں کی زمین بہت ہی زرخیز ہے اور جب وہاں ہر چہار طرف سبزہ ہی سبزہ ہو جائے گا اور جابجا اناج کے کھیت اور تاکستان لہلہانے لگیں گے تو یہ ملک دنیا کے خوبصورت اور شاذ و نادر ممالک میں سے ایک بن جائیگا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ موجودہ چار لاکھ کی آبادی کی بجائے اس میں کم از کم ۳۰ لاکھ کی آبادی آباد ہو سکتی ہے یہ ملک ایشیا یورپ اور افریقہ کے گویا مرکز میں ہے۔ اور یہاں سے تمام دنیا کو راستہ جاتا ہے۔ جنگ سے پہلے ہی فلسطین میں یہودی لوگ کثرت سے آباد ہونے لگ گئے تھے اور تجارت اور دستکاری۔ زراعت مدرسوں ہسپتالوں بلکہ زبان میں بھی بکثرت دخل رکھنے



تک پڑے تھے۔

جنگ کی موجودہ صورت

جرمن جارحانہ حملہ جس کی دیر سے توقع کیجاتی تھی اب شروع ہے اور بڑے زور شور سے گو جو حالت اس وقت تک نظر آرہی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ دشمن بڑے دباؤ کے ساتھ حملوں پر حملے کر رہا ہے تو بھی ہماری فوجیں تمام محاذ پر ہر جگہ اُس کو خوب روک رہی ہیں۔ مثلاً ایک گاؤں جرمنوں نے لیا تھا۔ اُسے ہم نے واپس لے لیا۔ جرمنوں نے پھر وہ لے لیا۔ اور پھر برٹش نے وہ گاؤں واپس لے لیا۔ تاحال معلوم نہیں کہ یہ گاؤں کس کے قبضہ میں رہیگا۔ درمیان میں ایسی وسیع زمین پھیلی ہوئی ہے کہ کسی شخص کی زمین نہیں کہہ سکتے۔ اُس میں دشمن کے علاوہ ہمارے اپنے ہی مورچوں کو تقاطع کرتے ہوئے گئے ہیں بریگیڈ اور ڈویژن اس غرض سے گھیرے کی لڑائیاں رہتی ہیں کہ پیچھے ہٹنا باترتیب عمل میں آئے۔ اور اچھے اچھے نتائج پیدا ہوتے رہے مگر ہر بٹالین میں ۷۰- ۷۰ رہ گئے۔ یہ خبر موصول ہوئی کہ دشمن کے رسالے متفرق جگہوں میں ہیں۔ مگر وہ صرف پناہ کے علاوہ ہیں۔ جرمن ٹینکس (تالابوں - یہ ایک قسم کے جنگی صندوق ہیں۔ جن میں سپاہی سامان جنگ لئے ہوئے چھپے ہوتے ہیں اور مشین سے گاڑی کی طرح چلتے ہیں) کا احال کوئی نشان نہیں۔ اگرچہ چیدہ چیدہ آدمی ان کو استعمال کرنے کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ موسم اس وقت بہت اچھا ہے۔ اور ہمارے ہوائی جہاز لڑائی میں شاندار حصہ لے رہے ہیں۔ اگرچہ فوج تھکی ہوئی ہے۔ تو بھی فوج میں ایسا جوش ہے جو کسی تعریف کا محتاج نہیں ہے۔

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

گورنمنٹ کا ایک نوٹس

گزٹ آف انڈیا میں ذیل کا نوٹس شائع ہوا ہے وھو ہذا

پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے سردار دیال سنگھ مان (جو ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے) اور ریاست فرید کوٹ (واقعہ پنجاب) کی کونسل آف ریجنسی کے سابق پریذیڈنٹ ہیں۔ اُن کی نا واجب چال چلن کی وجہ سے شاہ و شہنشاہ نے ۱۹۱۷ء کی ۲۶ نومبر کے وارنٹ کے مطابق حکم دیا ہے کہ سردار دیال سنگھ مان کا نام اُن اشخاص کی فہرست سے خارج کر دیا جاوے جن کو ہندوستان کی پبلک خدمات کے صلہ میں قیصر ہند کا تمغہ ملا ہے اور کہ اول درجہ کا مذکورہ بالا تمغہ جو فارن ڈیپارٹمنٹ نمبر ۱۴۳ آئی سی میں ہندوستان کی گورنمنٹ کے اشتہار میں ۱۹۱۳ء کی ۳ جون پر اُس کو دیا گیا تھا ضبط اور واپس کر لیا جائے۔

ڈاکٹر سٹارؔ کی وفات

۸ تاریخ کا واقعہ ہے کہ پشاور سی۔ ایم ایس کے ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر سٹار صاحب چند پٹھانوں کے ذریعہ سے اپنے ہی گھر میں سوتے ہوئے قتل ہو گئے۔ ۹ تاریخ کو ایڈورڈ کالج پشاور کے طلبار نے ڈاکٹر صاحب مذکور کی افسوسناک وفات کا ماتمی جلسہ کیا۔ اس جلسہ کے صدر پروفیسر شیام لعل ترمبا تھے۔ اس جلسہ میں ہمدردی کا ایک رزولیوشن پاس ہوا۔ جس میں ذکر کیا گیا کہ ڈاکٹر سٹار صاحب پشاور میں ہر درجہ کے آدمیوں کے درمیان ہر دلعزیز تھے اور کہ آپ کی وفات سے وہ شخص ہمارے درمیان سے جاتا رہا۔ جس کی زندگی کا منشا یہ تھا کہ بنی نوع انسان کی خدمت کرے۔ جو مریض اُس کے زیر علاج تھے اُن کی غور پرداخت کرنے میں آپنے رات دن محنت شاقہ سے کام لیا۔ آپ بڑی ہوشیاری اور توجہ سے اپنے کام کو انجام دیتے رہے اور آپ کی خدمت کامیاب ثابت ہوئی۔ اس رزولیوشن میں مسز سٹار سے بڑی ہمدردی کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔

آل انڈیا لیڈیز ایسوسی ایشن

ناظرین واقف ہوں گے کہ ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال اپنے صنف کی بڑی بھاری حامی اور بہی خواہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے آل انڈیا لیڈیز ایسوسی ایشن قائم کرنے کی تجویز فرمائی ہے۔ اس کی قائمی کی سکیم میں اُن کی ہندوستانی یوروپین مستورات دوست اور سربرآوردہ ہندوستانی خواتین بھی ہر صورت سے مدد دینے کو تیار ہیں ہز اکسیلنسی لیڈی چیمسفورڈ نے اس ایسوسی ایشن کی پیٹرن (مربی) بننا منظور کر لیا ہے۔ جبکہ ہز اکسیلنسی لیڈی ولنگڈن اور لیڈی اوڈوائر اور بیگم صاحبہ بھوپال خود اس کی وائس پیٹرن ہونگی۔ حضور بیگم صاحبہ کی سب سے چھوٹی بہو صاحبہ شاہ باز بیگم صاحبہ اس ایسوسی ایشن کی تکمیل میں علیہ حضرت بیگم صاحبہ کی بڑی مدد و معاون ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کا ابتدائی جلسہ ۲۶ تاریخ کو ہوا۔ ماہ مارچ میں موسم ریاست بھوپال میں بڑا خوشگوار اور معتدل ہے۔ اور بیگم صاحبہ موصوفہ نے تمام ممبران کے قیام کا بندوبست اپنے دارالخلافہ کی سرکاری عمارتوں ہی میں کیا ہے جو لیڈیز (خواتین) اس ایسوسی ایشن کی ممبر بننا یا اس جلسہ نسوان میں شامل ہونا چاہتی ہیں وہ فاطمہ بیگم آنریری سکرٹری آل انڈیا لیڈیز ایسوسی ایشن احمد آباد پیلیس (محل) بھوپال سے خط و کتابت کریں۔

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے۔

آریہ سماج کی ناگفتہ بہ حالت

آگرہ کے آریہ اخبار "مسافر" کے ایک تازہ نمبر میں آریہ سماج کی ناگفتہ بہ حالت کا یوں خاکہ کھینچا گیا ہے۔ "کہ کسی سماج یا سوسائٹی کی اصلی ترقی یا تنزل کا یہ معیار ہے۔ کہ اُس سماج یا سوسائٹی سے ہر سال کتنے سدا چاری انسان پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہے ایک امتیازی اصول جو ایک سوسائٹی کو دوسری سوسائٹی سے ارفع اور برتر کرتا ہے۔ یہ ہے وہ آئیڈیل (مطمح نظر) جو ہر ایک سوسائٹی کا صحیح معنوں میں نصب العین کہلانے کا مستحق ہے۔ لیکن آجکل مادہ پرستی کا زمانہ ہے۔... مادہ پرستی کی زبردست لہر میں آج ہم اتنے بہ چکے ہیں کہ آج ہماری سبھا و سوسائٹیوں کا بھی یہی معیار ہو چلا ہے۔" آگے چلکر اڈیٹر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ "افسوس کہ دیگر سبھا یا سوسائٹیوں کے دیکھا دیکھی ہمارے بھی اطوار و افعال میں آج وہ حیرت انگیز تغیر ہے کہ اگر چندے آریہ سماج کی یہی رفتار اور رہی تو بس اس کا خدا حافظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج آریہ سماج ایسی خوفناک خانہ جنگیوں میں مشغول ہے کہ جنکا کسی کو کبھی خواب و خیال بھی نہ تھا؟"

فرانس میں مستورات کی فوج کی تجویز

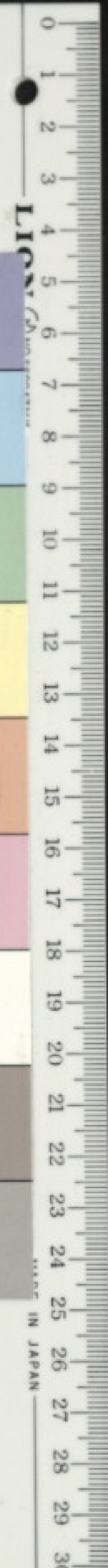
فرانس میں مستورات کا ایک زنانہ اخبار ہے جس میں عورت ہی اڈیٹر ہے۔ اور عورتیں ہی مضامین لکھتی ہیں۔ انہوں نے فرانس میں اپنے اخبار کے ذریعہ اس امر کی بڑی بھاری تحریک پیدا کر دی ہے کہ عورتیں بھی فوج میں بھرتی ہوں۔ اُن کی فوج الگ بنائی جائے اگر ایسا کیا جائے تو وہ مردوں سے کسی طرح کم ثابت نہ ہونگیں۔ اس مضمون پر استدلال کرتی ہوئی وہ کہتی ہیں کہ اس سے پیشتر روسی فوج میں عورتوں نے بڑے بہادری کے کارہائے نمایاں کئے اور اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے ہیں۔ اور قدیم زمانہ میں مختلف ممالک کے اندر زنانہ فوجیں ہوا کرتی تھیں۔ جو اکثر حرم سراؤں پر پہرہ دیا کرتی تھیں۔ اور کہ افریقیہ کے علاقہ سیرالیون میں بھی زنانہ فوج ہوا کرتی تھی۔ ان باتوں سے ظاہر ہے کہ قدیم زمانہ میں عورتیں بھی فن سپاہگری میں ماہر ہوا کرتی تھیں۔ لہٰذا اب بھی وہ فوجی خدمات میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لے سکتی ہیں۔

فلسفہ زندگی کے تین منظر

فلسفہ زندگی کے تین منظر ہیں۔ یعنی مادی روحانی اور اُن کا درمیانی منظر۔ زندگی کا مادی منظر عیسو کی زندگی کا نظارہ ہے۔ یہ نظارہ نہایت درد انگیز ہے۔ اور اگرچہ بادی النظر میں بڑا مفید اور لبھانے والا ہے۔ تو بھی انجام اس کا نہ صرف مضر بلکہ مہلک ہے۔ یہ نظارہ ہمارے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربہ میں بار بار آتا رہتا ہے اور بائبل میں بھی اُس کی اکثر مثالیں اور نظیریں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً لوط کا نظارہ۔ جسکا منظر صدوم اور عمورہ ہیں۔ غور کرو کہ عیسو ابراہیم کی اولاد سے تھا اُس نے نہایت خداپرست اور دیندار خاندان میں پرورش پائی تھی۔ اور خدا کے اُس عہد کے وعدوں کو بخوبی سنا تھا جو اُس نے اُس خاندان کے ساتھ کیا تھا اُس نے اپنے پہلوٹھے ہونے کے حقوق کی بابت بھی کما حقہ تعلیم پائی تھی۔ تس پر بھی بتایا جاتا ہے کہ اُس نے صرف "ایسی کیفی طرح اپنے پہلوٹھے پن کو ناچیز سمجھ کر یعقوب کے ہاتھ بیچ ڈالا" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو روحانیت کا مطلق احساس یا ادراک نہ تھا۔ اسکی زندگی پر مادیت کا غلبہ تھا عیسو نے کہا کہ دیکھ میں تو مرا جاتا ہوں سو یہ پہلوٹھا پن میرے کس کام آئیگا؟ اُس کی نظر مادیت پر جمی ہوئی تھی۔ اور اس جہان ہی کا اسکو خیال تھا کہ "آؤ کھائیں پئیں۔ کیونکہ کل تو مر ہی جائیں گے۔" وہ ایسی جیسا تھا جو مقدس مکانوں میں رہتے ہیں مگر اپنی ہستی کا اور آئندہ کا کچھ خیال نہیں رکھتے۔ عیسو کی نظر میں زندگی کا تعلق محض احساسات ہی سے تھا اگر عیسو فیلسوف ہوتا اور فلسفہ زندگی کو وہ اپنے ہی تجربہ کے مطابق بیان کرتا تو وہ ضرور کہتا کہ جسم ہی صرف وہ چیز ہے جس کی قدر کرنا چاہیئے۔ اور اسکی نظر میں وہ جسم احساسات اور خواہشوں کا ہی جسم تھا۔

فلسفہ زندگی کا دوسرا منظر وہ ہے جو پولوس رسول نے پیش کیا ہے اور وہ مسیحی نظریہ ہے۔ اس فلسفہ میں جسم کا روح پر کچھ بھی حق نہیں ہے روح جسم کا غلام نہیں ہے بلکہ مالک ہے اور جسم اُس کا خادم ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ "اے بھائیو ہم قرضدار تو ہیں مگر جسم کے نہیں۔ کہ جسم کے مطابق زندگی گذاریں۔ اور اگر روح سے بدن کے کاموں کو نیست و نابود کرو گے تو جیتے رہو گے۔" بلکہ جسم کو روح کے تابع کرو۔ اس نظریہ کا مفصل بیان انجیل شریف میں صراحت کے ساتھ ملتا ہے۔

فلسفہ زندگی کا تیسرا منظر ان دونوں منظروں کا وسطی منظر ہے اور قدیم زمانہ سے تاحال بہت لوگ اس کے عاشق اور پیرو ہیں۔ وہ نظریہ یہ ہے کہ دانا آدمی وہی ہے جو جسم اور روح کو وہی چیزیں دیتا ہے جن سے انکا تعلق ہے اور اُن سے کم و بیش نہیں دیتا یا دوسرے لفظوں میں جسم کے بعض ایسے حقوق ہیں جنکی روح کو توقیر کرنا چاہیئے اور اسی طرح روح کے بھی حقوق ہیں جنکی جسم کو توقیر کرنا چاہیئے۔ اور دانا آدمی وہی جو اپنی خواہشوں اور آرزوؤں اور مقاصد کو ایسے طور پر مرتب کرتا اور انہیں پورا کرتا ہے کہ نہ تو روح جسم کے حقوق غصب کر سکے اور نہ جسم روح کے حقوق غصب کر سکے۔ جو جسم کا حق ہے وہ جسم کو اور جو روح کا حق ہے وہ روح کو دیتا ہے۔



فرانسیسی فوج میں انگریز سپاہی

جو انگریز فرانس یا سلطنت متحدہ میں پیدا ہوئے یا بڑے ہوگئے ہیں اُن کی جنگی خدمات کے بارے میں جو انگلو فرنچ معاہدہ ہوا ہے۔ اب اُس پر عملدرآمد ہونے والا ہے چنانچہ اُن بہت سے انگریز مردوں میں سے جو فرانس میں ہی رہتے ہوئے بڑے ہوئے ہیں یا اپنی اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ رہے ہیں وہ اپنے ہی جھنڈے تلے خدمت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو اس طرح پر اپنی بولچال اور عادات میں فرانسیسی بن گئے ہیں کہ وہ یقین کرتے ہیں کہ انگریزی فوج میں بھرتی ہونے کی بہ نسبت فرانسیسی فوج ہی میں بھرتی ہونا اچھا ہے۔ یہ قاعدہ خصوصیت کے ساتھ اُن انگریزوں پر عاید ہوتا ہے جو انگریزی نہیں بول سکتے۔ اور جن کی تعداد فرانس میں اسقدر زیادہ ہے جس کی توقع نہیں کیجاتی تھی۔ برٹش رنگروٹوں کے فائدہ کو اور بین الاقوامی ربط ضبط کو مدنظر رکھکر وزیر جنگ ایم کلیمنسو نے حال ہی میں فوجوں کے کمانڈروں کے نام ایک سرکلر گشتی چٹھی بھیجی ہے۔ اور اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے کہ جو رعایا برطانیہ عظمیٰ کی فرانسیسی فوج میں بھرتی ہو اُن کے ساتھ نہایت ہوشیاری سے اور عمدگی سے سلوک کیا جائے۔

عربی قرآن پر ایک جدید مسلمان کی رائے

پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۷ مارچ بحوالہ اخبار وکیل مظہر ہے کہ پچھلے دنوں ویلور کی جدید تعلیمی کانفرنس کا ایک جلسہ ہوا جس کے صدر آنریبل خان بہادر محمد عزیز الدین حسین صاحب۔ آئی۔ ایس او۔ سی۔ آئی۔ ای کلکٹر مدراس مقرر ہوئے۔ جناب موصوف نے اپنی افتتاحی تقریر میں جن معارف اور حقائق کا اظہار فرمایا ہے اُن کا مفاد یہ ہے (۱) قرآنی کتبوں سے بچوں کے دماغ کا زوال ہوتا ہے (۲) عربی قرآن کے پڑھانے سے بچوں کی عمر ضائع ہوجاتی ہے (۳) اُردو میں قرآن کی ضرورت ہے (۴) چار پانچ سورتیں یاد کرلینا کافی ہیں۔ یہ ہے ایک اسلامی عالم فاضل اور عمیق نظر تمدنی لیڈر اور بہی خواہ اسلام و اہل اسلام کی رائے عربی قرآن کی بابت۔ تجربہ نے ثابت کردیا ہے کہ اُردو میں قرآن کی اشد ضرورت ہے۔ آنریبل صاحب موصوف کے اس بیان پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے پیغام صلح نے آنریبل صاحب پر یہ بہتان لگایا ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم کو دماغوں کے لئے باعث زوال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کا نہ عقیدہ ہے اور نہ ہی اُن کا قول ہے۔ آنریبل صاحب کے اصل منشا کو اُنہوں نے غلط طور پر پیش کرکے مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکا دیا ہے۔ ہماری رائے میں مسلمانوں کو اُردو میں ہی قرآن پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ ہر چھوٹا بڑا اپنی ہی زبان میں قرآن کے مطالب کو بخوبی سمجھ اور اسلام کی حقیقت کو معلوم کرسکے۔ اور اس کو عربی کے پردہ کے اندر مخفی رکھنا درست نہیں ہے۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھ کر مرحوم ڈاکٹر پادری عماد الدین صاحب امرتسری اور ہمیرپور کے پادری احمد شاہ شائق صاحب نے قرآن کا صحیح ترجمہ اُردو میں کردیا ہے۔ بلکہ موخرالذکر صاحب نے تو ہندی میں بھی اس کا ترجمہ کردیا ہے جس ضرورت کو آج ہمارے مسلمان بھائی محسوس کررہے ہیں اُسی کو ہمارے عالموں اور بزرگوں نے قبل ازیں دیر سے محسوس کیا اور اس ضرورت کو رفع کرکے اہل اسلام پر احسان بھی کردیا ہے۔ چاہیئے کہ مسلمان بھائی اس سے فائدہ اُٹھائیں +

گلتیوں ۵: ۱۳ سے ۲۶ تک پر ایک نوٹ کہتے

ہیں کہ کسی شہر میں پرہیزگاروں اور شرابیوں نے ملکر مشورہ کیا کہ ایک ہی روز اور ایک ہی وقت پر شہر کی بالمقابل سمتوں سے ایک خاص نشان دیئے جانے پر ہم دونوں کے جلوس روانہ ہوں۔ اور وہ دونوں ایک جگہ بازار میں باہم ملیں۔ اس قرارداد کے مطابق عمل شروع ہوا شرابیوں کے جلوس کے آگے ایک شخص جھنڈا لئے ہوئے چل رہا تھا جس پر لکھا تھا کہ "اے لوگو اپنی آزادگی کے لئے ووٹ دو" اور پرہیزگاروں کے جلوس کے آگے آگے ایک چھوٹا لڑکا جھنڈا لئے ہوئے چلتا تھا جس پر لکھا ہوا تھا "اے بزرگو! اپنے فرزندوں کو بچانے کے لئے ووٹ دو" جونہی کہ یہ دونوں جلوس شہر کے درمیان ایک مقام پر آکر ملے اُس آدمی نے جو شرابیوں کے جلوس کے آگے آگے چلتا تھا اپنا جھنڈا فوراً زمین پر ڈال دیا۔ اور دوڑ کر اُس لڑکے جو مقابل کے جلوس کے آگے آگے جھنڈا لئے چل رہا تھا اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا اور اپنا رُخ بدل لیا۔ اور پرہیزگاروں کے جلوس کے آگے اپنے بیٹے کی جگہ جاکھڑا ہوا۔ اسکا مآل یہ ہے کہ محبت کہتی ہے کہ پہلے تم اپنے ہی لڑکوں کو بچاؤ اور پھر اپنے ہمسایوں کے لڑکوں کو۔ اور یوں شریعت کو پورا کرو۔

یونانی دوڑ

یونانیوں کے درمیان قدیم زمانہ میں پیدل لوگوں کی ایک دوڑ ہوا کرتی تھی۔ اُس دوڑ میں ہر دوڑنے والے کو ایک روشن مشعل دی جاتی اور کہا جاتا تھا کہ جو شخص نشان پر سب سے پہلے اپنی روشن مشعل لیکر پہنچ جائیگا اُس کو سبز پتوں سے بنا ہوا ایک خوبصورت تاج یا سہرا انعام میں ملیگا۔ اسی دوڑ کی طرف پولس حل نے کرنتھیوں کو پہلے خط کے ۹: ۲۴ سے ۲۶ تک

میں اشارہ کیا ہے۔ اور مسیحی روحانی زندگی کو اُس دوڑ سے تشبیہہ دیا ہے۔ ایک شخص اس دستور پر شرح کرتے ہوئے کہتا ہے کہ زندگی میں کامیاب ہونا صرف یہی نہیں کہ ہم وہاں (منزل مقصود آسمان تک) پہونچ جائیں۔ مگر اس سے بھی زیادہ ضروری امر یہہ ہے کہ ہم اپنی دوڑ دھوپ کرتی ہوئی روحوں میں لو کو روشن رکھیں۔ ہماری دوڑ کا اصل مدعا یہی ہونا چاہیئے کہ جو نور ہم نے مسیح کی صلیب سے پایا ہے اُس کو برابر روشن رکھیں۔ پیارو! اگر ہم نے مسیح کی صلیب سے اپنے چال چلن اور خصلت کی مشعلوں کو روشن کر لیا ہے تو لازم ہے کہ ہم اپنی مسیحی دوڑ میں اُس مشعل کو خدا کے کلام کی تلاوت اور روزانہ بلاناغہ دعا کے تیل کے ذریعہ سے روشن رکھیں تاکہ آخر کو وہ سہرا حاصل کریں "جو نہیں مرجھاتا"۔ اور اگرچہ ہمارے نام مشاہیر دنیا کی فہرست میں درج نہوں تو بھی آسمان میں مقدسوں کی نامدار فوج میں تو ضروری داخل ہو۔

انطاکیہ میں مسیحی آثار قدیمہ

امریکہ کا ایک ماہواری مسیحی رسالہ مظہر ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء میں انطاکیہ کے کھنڈروں میں کھودتے کھودتے وہاں کے مالک کو قدیم زمانہ کی ایک قسم کی چاندی کا وسیع خزانہ ملا تھا جس کو جنگ کے شروع میں زیادہ حفاظت کے لئے نیو یارک بھیج دیا گیا ہے۔ اُسی سن میں عربوں نے انطاکیہ میں ایک گہرا کنوآں کھودتے کھودتے سطح زمین سے کئی فٹ نیچے ایک بالاخانہ پایا جس میں دو پیالے ایک بڑی صلیب اور چاندی کی دیگر قیمتی چیزیں دستیاب ہوئیں۔ یہ دونوں پیالے پہلی صدی مسیحی کے آخری نصف کے بنے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ اور صلیب پانچویں صدی کی۔ جس شخص نے ان چیزوں کی خبر امریکہ میں پہونچائی تھی اُس کا خیال ہے کہ یہ تمام چیزیں اُس کیتھیڈرل گرجے کی قربانگاہ کی آرائشی چیزیں ہیں جس کو شہنشاہ قسطنطین نے انطاکیہ میں تعمیر کیا تھا اور چھٹی صدی میں ایک زلزلے سے برباد ہو گیا۔ پیالوں پر انگور کی گنجان بیل کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اس بیل کے تنوں میں ۱۲ گول سوراخ ہیں۔ اور ہر سوراخ میں ایک ایک شخص کی تصویر ہے۔ یوخرسٹ (عشاء ربانی) کی روٹی کی ٹوکری پر ایک بڑے عقاب کی صورت بنی ہوئی ہے اور اُس کے اوپر ترچھی سمت میں ایک نیچے کو اترتی ہوئی فاختہ کی شکل ہے جو روح القدس کا نمونہ یا علامت ہے۔ اُن پیالوں پر مسیح کی اور اُس کے دس رسولوں کی تصویریں بھی کندہ ہیں جس سے اکثر علماء خیال کرتے ہیں کہ سنگتراش کو باقی دو رسولوں کی تصویریں نہیں ملیں ورنہ اُن کی بھی تصویر بنا لیتا۔

ہمارے استفسار کا جواب

ہم اپنے ناظرین کے دل سے شکرگذار ہیں کہ ۵ مارچ کے پرچے میں جو ہم نے اُن سے اپیل کی تھی کہ وہ مسٹر این۔ ایم۔ واعظ صاحب کے استفسار کا جواب لکھیں۔ اور کہ اگر ناظرین کی مرضی ہو تو ہم سوال و جواب کا سلسلہ اخبار ہذا میں جاری کریں تاکہ ہمارے معزز خریداران اور قارئین اخبار ایک دوسرے کے خیالات کے تبادلہ سے فائدہ اُٹھائیں۔ اُس کو آپ صاحبان نے منظور فرما کر ہمارے حوصلہ کو بڑھا دیا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں پادری پی جون صاحب مقیم بانکی پور نے مسٹر این ایم واعظ صاحب کے سوال کا جواب ہمارے پاس بھیج دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے مسٹر کنھیا لعل صاحب مبشر انجیل آگرہ کا ایک نیا سوال آیا ہے۔ ان دونوں کو ہم اسی نمبر میں کسی جگہ درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ کوئی بھائی موخرالذکر صاحب کے سوال کا جواب دے کر ہمیں شکریہ اور احسانمندی کا موقعہ عنایت فرمائیں گے +

"گوشت اور خون"

جب مقدس پولوس نے کہا کہ "گوشت اور خون خدا کی بادشاہت کا وارث نہیں ہو سکتا" تو اُس کا مطلب یہ نہ تھا کہ یہ جسم خدا کی بادشاہت کا وارث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کلام ہم کو بتاتا ہے کہ حنوک اور ایلیاہ اور خود ہمارا خداوند مسیح اسی جسم کے ساتھ آسمان پر صعود کر گئے اور وہاں ہیں اور ہمیشہ تک رہیں گے۔ مگر پولوس کا مطلب یہہ تھا کہ جسم کی تمام اجزا اور خود پسند اور بری خواہشیں جو مرد یا عورت میں خواہ کیسی ہی اعلےٰ اور عمدہ طور پر مرتب شدہ کیوں نہ نظر آئیں وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ یا بہ طرز دیگر جسم سے مراد رسول کی اُن خواہشوں اور جذبات اور آرزوؤں اور رغبتوں اور دلی مدعاؤں سے ہے جو ہمیں خدا کا رقیب اور اُس سے باغی بنا دیتی ہیں۔ چنانچہ رسول واضح طور پر بتاتا ہے کہ جس چیز کے ساتھ ہر ایک سنجیدہ مزاج شخص کو مقابلہ کرنا ہے اور جس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا احساس ایسے شخص کو جلد یا بدیر ہو جاتا ہے وہ چیز اُس کی "خودی" ہے۔ مقدس آگسٹین نے اس خودی کو پہچان لیا تھا اور وہ یوں خدا سے دعا کرتا ہے "اے خداوند مجھے اُس شریر آدمی۔ خود مجھ ہی سے بچا"۔ خودی سے بچنا ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہے۔ اور خداوند مسیح نے فرمایا ہے کہ "اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے"۔ "میرے پیچھے" قابل غور ہے۔ مسیح کہاں گیا ہے؟ "وہ آسمان پر چلا گیا ہے"۔ "وہ ہمارا پیشرو ہے" "جو آسمانوں سے گذر گیا ہے" "اور کبریا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے"۔ "اور اب خدا کے روبرو ہماری خاطر حاضر ہے" "اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے"۔ پس جو شخص بہشت میں جانا چاہتا ہے۔ وہ اپنی خودی سے انکار کرے۔ اور مسیح کی پیروی کرے۔ جس طرح خود اُس نے بھی اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا



کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا" یعنی اپنی خودی کو کہ میں کچھ ہوں "بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا" یعنی خودی سے خالی کر دیا۔ اور "خادم کی صورت اختیار کی" جب آدمی خودی سے خالی ہوتا ہے تو اُس وقت وہ خادم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مگر جب خودی سے بھرا ہوتا ہے تو مخدوم کی صورت اختیار کرتا ہے۔ الغرض گوشت اور خون سے انسان کی خودی مراد ہے۔ جو اس کے بہشت میں پہونچنے کی راہ میں مانع اور حائل ہوتی ہے۔ نہ کہ جسم مسیح کا یہی جسم تھا مگر وہ خودی سے بالکل خالی تھا۔ پس آسمان پر پہنچایا گیا۔

زندہ قربانی

قربانی آجکل کا تکیہ کلام ہے۔ تمام قوموں کے درمیان جب کبھی ان کی کسی گورنمنٹ کو جنگ آپڑتی ہے۔ تو وہ اپنی رعایا سے قربانی کے لئے آدمی مانگتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کلیسیا نے بھی اپنا کام کرتے رہنا ہے تو اس کو بھی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ مگر ایسی قربانیوں کی ضرورت ہے جو جسمی طور پر تو زندہ ہوں لیکن روحانی طور پر دنیا کی طرف سے مردہ اور روح کی طرف سے زندہ ہو۔ اسی طرح کلیسیا میں زندہ قربانی کی ضرورت ہے۔ اور جب تک کلیسیا میں زندہ قربانیاں گذرانی نہ جائیں گی تب تک نہ تو دنیا اور شیطان پر فتح ہوگی اور نہ ہی وہ خود آرام میں داخل ہو سکتا ہے۔ جو اپنی جان کھوتا ہے وہی اُسے بچاتا ہے۔

اطلاع عام

چونکہ بہت سی درخواستیں مشنری صاحبان و دیسی مسیحیان کیجانب سے ضلع منٹگمری کے وفرتو آبادی میں زمین کی بابت پہنچی ہیں لہذا انکے جواب میں منٹگمری کے افسر نو آبادت جناب آنریبل ہڈسن صاحب بہادر آئی سی ایس فرماتے ہیں کہ مسیحیوں کیلئے اب کوئی زمین موجود نہیں ہے اسواسطے کوئی مسیحی انکے پاس درخواست نہ بھیجیں۔ المشتہر میجر ڈبلیو پیرنسن منٹگمری ضلع ملتان۔

(ایڈیٹر نامہ نگار کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے)

جواب طلب سوال کے جواب

معزز ناظرین! عرصہ کچھ دنوں کا گذرا مسٹر این ایم۔ واعظ صاحب نے نور افشاں میں ایک سوال کا جواب طلب کیا۔ جو کہ دانیل نبی کی کتاب ۷ باب اور اس کی ۲۵ آیت میں ہے۔ آپ دریافت کرتے ہیں کہ آیت مذکور میں کس شخص کی نسبت پیشینگوئی ہے۔ اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہو سکتا ہے یعنی انٹاکوس اپیفنیس کی نسبت۔ پر بطور تمہید کے یہ تحریر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ فی زمانہ دانیل کتاب کی نسبت کیا کیا خیال رائج ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ دانیل کی کتاب کے بارہ میں آجکل عالموں اور علماء دینیوں میں خاصکر یہ خیال مروج ہے۔ کہ دانیل نبی کی کتاب بابل کے بادشاہ نبوکدنضر کے زمانہ میں مسیح سے ۵۰۲ برس پیشتر تصنیف ہوئی۔

۱۳ قصور۔ پادری سعادت اللہ ولسیلین مشن خادم

مسٹر این۔ ایم۔ واعظ صاحب کے سوال کا جواب

ناظرین! حق تو یہ ہے کہ بندہ نہ تو عالم ہے اور نہ ہی مؤرخ و مفسر۔ پر ہاں پیارے خداوند مسیح کے مکتب میں مبتدی ہوکر اُس کے شاگردوں کی جماعت میں مساہمت کا دعوے ضرور رکھتا ہے۔ پس امید ہے کہ مندرجہ چند سطور اگرچہ اس اہم سوال کے جواب میں بالکل صحیح نہ ہوں پر تو بھی بہتیری مشکلوں کو دور کرکے ناظرین کے حق میں مفید ضرور ٹھہرینگے۔

غور طلب آیت یہ ہے۔ "اور وہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں باتیں کریگا۔ اور حق تعالےٰ کے مقدسوں کو تصدیع دیگا۔ اور چاہیگا کہ وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے اور وے اُس کے قبضہ میں دیئے جائیں گے یہاں تک کہ ایک مدت مدتیں اور آدھی مدت گذر جائیگی"۔ دانیل ۷: ۲۵۔

دانیل نبی کی کتاب ایک عجیب کتاب ہے۔ یہ غالباً ۵۲۷ سنہ قبل مسیح لکھی گئی۔ مگر اس امر میں لوگ متفق الرائے نہیں ہیں۔ اس کے طرز تحریر کی دو قسمیں ہیں (۱) ۱ باب سے ۶ باب تک تواریخی طرز پر اور ۷ باب سے ۱۲ باب تک خود نوشت سوانح عمری کے طرز پر۔ پھر ۲ باب کی چوتھی آیت سے ۷ باب کی ۲۸ ویں آیت تک اُس کی اصلی تحریر ارامی زبان میں ہے۔ اور باقی عبرانی میں۔

ساتویں باب میں چار بڑے حیوان اور ایک آدمزاد کی رویا کا ذکر ہے۔ یہ چار بڑے حیوان ایک بڑے سمندر سے نکلے۔ سمندر سے اشارہ دنیا کی قوموں کی طرف ہے یسعیاہ ۸: ۷ و مرب $\frac{38}{16-14}$۔ چار حیوان چار بادشاہتیں ہیں۔ آدمزاد جو قدیم الایام تک پہونچا وہ ہمارا منجی مسیح ہے جس کی سلطنت ابدی ہے۔

پہلا حیوان۔ بابل کی سلطنت (نبوکدنضر) یرمیاہ $\frac{48}{40}$ و حزقیل $\frac{17}{3}$ اس کے آخری ایام میں اس پر ایک تبدیلی آئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ حلیم بنا۔ (انسان کا دل اُس کو دیا گیا)

دوسرا حیوان۔ مادی اور بہت گوشت کھا۔ یسعیاہ ۱۳: ۱۷۔

تیسرا حیوان۔ فارس کی سلطنت۔

چوتھا حیوان جو ہمارے زیر بحث ہے اور جو باقی حیوان سے بالکل مختلف ہے وہ (مقدونیہ) اسکندر اعظم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بڑا زبردست تھا اور جو میں اُس کی طاقتور سلطنت کے زیر تابع ایسی زور الوقتی سے ہوتی گئیں کہ کچھ ہی عرصے کے

اور قریب قریب کُل مشرقی سلطنتیں اُس کے قبضہ میں آگئیں دیکھو اِجگس کی لڑائی ۳۳۴ ق م۔ جنگ اسس ، سوریا کا محاصرہ اور جنگ اربیلا وغیرہ (مشفقہ) والے۔ مشرقی لوگوں کے ساتھ خصوصاً اہل یہود کے ساتھ جس بے حد ظلم اور بیدردی سے پیش آئے اُس کا بیان جوسیفس مورخ نے کیا ہے۔

دس سینگ دس بادشاہ ہیں۔ جو اُس سلطنت میں اُٹھے۔ غالباً وہ یہ ہیں۔

۱۔ سیلیوکس اول ۔۔۔۔ قبل مسیح ۳۱۲ سے ۲۸۰ تک
۲۔ انٹیوکس اوّل ۔۔۔۔ " ۲۸۰ " ۲۶۱ "
۳ " دوم ۔۔۔۔۔ " ۲۶۱ " ۲۴۶ "
۴ سیلیوکس دوم ۔۔۔۔۔ " ۲۴۶ " ۲۲۶ "
۵ " سوم ۔۔۔۔۔ " ۲۲۶ " ۲۲۳ "
۶۔ انٹیوکس سوم ۔۔۔۔۔ " ۲۲۳ " ۱۸۷ "
۷۔ سیلیوکس چہارم ۔۔۔۔۔ " ۱۸۷ " ۱۷۶ "

ان کے بعد آخری تین اور ہوئے جو اُس نئی چھوٹی سینگ کے سامنے جڑ سے اُکھاڑے گئے یعنی

۸۔ دیمیتریس ۔۔۔۔ قبل مسیح ۱۷۵
۹۔ ہیلیوڈورس ۔۔۔۔۔۔ " ۱۷۴
۱۰۔ ترلمئے ۔۔۔۔۔۔۔ " ۱۸۱ سے ۱۴۶ تک

یہ تین آخری بادشاہ اُس چھوٹی سینگ کے سامنے جو انٹیوکس اپی فینس ہے۔ جڑ سے اُکھاڑے گئے۔ دیمیتریس شاہ سیلیوکس چہارم کا ایک ہی بیٹا اور ولی عہد تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے دیمیتریس کو روم بھیجا تاکہ وہ اپنے چچا انٹیوکس کا ضامن ہو۔ انٹیوکس رہا ہو گیا۔ اسی اثنا میں ہیلیوڈورس نے سیلیوکس چہارم کو قتل کیا پر انٹیوکس اپنے بھتیجا کا حق چھین کر خود بادشاہ بن گیا۔ دیکھو دانیل ۱۱:۲۱ پھر اُس نے ترلمئے کو بھی دھوکا سے مغلوب کیا اور یوں تینوں پر غالب آیا۔ "انٹیوکس ایپی فینس" یعنی وہ نہایت ہی چالاک تھا

اور جو حساب کرتا تھا "وہ بہت بڑا بول بولتا تھا" اُس نے اپنا نام اپی فینس رکھا۔ یعنی جلالی اور اپنے سکہ پر "تھیوس" یعنی اللہ کندہ کروایا۔

"اُس نے مقدسوں کے خلاف جنگ کیا۔ اور اُن پر غالب آیا" یعنی اُس نے اہل یہود کو مغلوب کیا اور یروشلم کو فوراً اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور وہاں قتل عام کرایا۔ اسی ہزار مرد عورتیں اور بچے قتل ہوئے۔ چالیس ہزار اسیر کئے گئے۔ اور چالیس ہزار غلام بنائے گئے (۱۷۰ ق م)

جوسیفس کے قول کے مطابق اُس نے یروشلم کو بھی دھوکہ سے قبضہ میں کیا۔ اور جب ایک بیدین سردار کاہن نام (یونانی میں منیلاوس) اُسے ہیکل میں لے گیا۔ مذبحہ کے پاس اُس نے جرت انگیز کفر کے کلمے کہے اور وہاں کی کل چیزوں اور سونے چاندی کے بیش قیمت ظروف کو مال غنیمت کی طرح لوٹ لیا اور پاک مذبحہ پر ایک سور کا ذبیحہ چڑھایا اور اُس کے خون کو چاروں طرف چھڑکا ⁂

"اور وہ چاہیگا کہ وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے اور وے اُس کے قبضہ میں دیئے جائینگے۔ یہاں تک کہ ایک مدت مدتیں اور آدھی مدت گذر جائے گی" تواریخ سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ انٹیوکس اپی فینس نے اس بات کی کوشش کی کہ یہودیوں کے عیدوں کو اور سبت کو پاک رکھنے اور ختنہ کی رسم کو بدل ڈالے اور وہ کامیاب بھی ہوا۔ کیونکہ یروشلم کے محاصرے کے دو برس بعد اُس نے اپنے جنگی افسر اپولونس کو ۱۶۷ ق م یروشلم میں بھیجا تاکہ وہ یہودیوں کی شریعت کو بدل ڈالے۔ اُس نے یروشلم میں پہنچتے ہی قتل عام جاری کر دیا۔ اور کوہ صیون کے قلعہ پر قابض ہو گیا اور موت کی سزا ٹھہرا کر اُس نے یہ حکم جاری کیا کہ کوئی شخص زیوس کے نام کے سوا دوسرے کے

نام پر قربانی کرے۔ پس ۱۶۷ء ق م کے جون مہینہ میں یہودیوں کا قربانی کرنا بند ہوا۔ اور ۱۶۴ء ق م تک یہی حالت جاری رہی (۳½ برس تک) آخر کار متھیاس اور اُس کے بعد یہوداہ مکابی اور اُس کا بھائی شمعون یہودیوں کے حامی ہوئے۔ اور یروشلم کو پھر واپس لیا۔ اور قربانی وغیرہ پھر جاری کروا دیا۔ جب یہ خبر انٹیوکس کو ملی تو وہ نہایت ہی خفا ہوا۔ اور اُس نے ارادہ کر لیا کہ اس مرتبہ میں پورے یروشلم کو قبرستان بنا دونگا۔ چنانچہ اس نیت سے وہ روانہ ہوا۔ پھر راستہ ہی میں خدا نے اُس پر ایک اندرونی بیماری بھیجی۔ یہاں تک کہ وہ خبط الحواس ہو گیا۔ اور پھر رتھ کے اُلٹ جانے سے وہ بری طرح زخمی ہو گیا۔ پس اُس کی تکلیف اس قدر شدید ہوئی کہ وہ بابل و فارس کے سرحد پر پہنچتے پہنچتے مر گیا۔

پھر جب برسوں بعد یہودی لوگ اسی خاص مصیبت سے رہائی کی یادگاری میں خوشیاں مناتے تھے کہ وہاں آدمزاد (مسیح) بھی شامل ہوا۔ جو حقیقی بادشاہ ہے اور جس کی سلطنت کی انتہا نہ ہوگی۔

ناظرین کو واضح ہو کہ مکاشفہ کی کتاب میں بھی قریب قریب اسی قسم کا بیان ہے۔ وہ واقعہ میں دوسری پیشینگوئی ہے جو شاید ابھی تکمیل ہی نہیں ہوئی۔ پر اب غالباً ہونے والی ہے۔

خداوند میں آپ کا خادم ۔ پی۔ جون ۔ بی۔ ایم ایس
بانکی پور۔

انڈین کرسچن

جن کی زندگی کا بہت بڑا حصّہ مغرب میں صرف ہوا جو مسشنری مختلف طریق و رسوم کے پابند رہے بعض اپنے رشتہ داروں و عزیزوں ملکیت اور وطن سے علیحدہ ہوئے اور نیا طریقہ اختیار کیا۔ جو مشنری صاحبان



نے بڑی احتیاط و دور اندیشی سے کام لیا۔ گو سب کچھ چھوڑا دیا۔ مگر ان کے آبائی لباس سے حتی المقدور باہر آنے نہ دیا جب کسی مجمع میں بہت سے شرفا انگریزی لباس میں اور ان میں ایک ہندو یا مسلمانوں کے قدیمی لباس میں آگیا تو اوروں نے دبے دبے لفظوں میں مضحکہ اُڑایا۔ مگر بعض مشنری صاحب اُس کے قریب جا بیٹھے۔ اور دیر تک مخاطب رہے یہ جتانے کے لئے کہ ہم اس شخص کو نسبتاً زیادہ پسند کرتے ہیں اور موقعہ بموقعہ اصلاح بھی کرتے رہے کہ بھائی یہ فضول خرچی ہے تم کو اپنے ملک کے دستوروں کو نہ چھوڑنا چاہئیے۔ یہ اس نصیحت پر اسی وقت تک عملدرآمد رہا جب تک وہ مشن میں رہے یا مشنریوں کے دست نگر رہے جونہی آزاد ہوئے جو طریقہ بہتر و افضل جانا اُس کو اختیار کیا۔ ہر چند روکا اور ٹوکا گیا۔ بعض صاحبان نے اس نصیحت کو اپنے وعظ کے پیرایہ میں سنایا پر یہ غیر ممکن تھا۔ کہ وہ اس فیشن سے بچتے جس کی بچپن سے عادت پڑ گئی اور اوڑنے اوڑھنے طریقے ہم سے تبدیل کرا دیئے گئے اُس کی یہ مثال ہے۔ کہ

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

بلکہ اُن کی نصیحتوں کا اثر معکوس ہوتا گیا۔ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"۔ کیا مشنری صاحبان نہیں دیکھتے کہ غیر مسیحی مختلف مذاہب کے حسب ضرورت زمانہ اپنا لباس تبدیل کر چکے۔ سرکاری اعلےٰ عہدوں میں ممتاز لوگوں کی طرز بدل گئی۔ میز کرسی پر بیٹھنا چھری کانٹے سے کھانا۔ پارٹیوں میں شریک ہونا۔ انگریزی چیزوں کا استعمال کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے میں۔ سفر و قیام میں کھیل کود میں ہر بات میں ایسا اثر کر گیا ہے۔ کہ قیامت تک نکل نہیں سکتا۔ جس کے نکالنے کی آپ کوشش بے جا کر رہے ہیں۔ جو چیزیں مسیحیوں و غیر مسیحیوں میں اتحاد پیدا کرنے والی تھیں اُن سے ہم محروم رکھے گئے۔ یہاں تک کہ اگر غیر مسیحیوں کے کسی مجمع میں جائیں تو آداب مجلس نہیں جانتے اور نہ اُن سے گفتگو کرنے کا طور معلوم کہ کیا کریں اور کیا کہیں مسلمانوں میں خواہ امیر ہو یا غریب ایک دوسرے سے مصافحہ کر اظہار محبت سمجھے گا۔ مگر عیسائی درجہ و مرتبہ کا خیال کریگا۔ اگر چھوٹے درجہ کا آدمی بڑے درجہ کے آدمی سے ہاتھ ملانے کی کوشش کرے تو اُس کو بے ادبی پر محمول کریگا۔ اور بہت سی ایسی ہی رسومات ہیں جو دیسی مسیحیوں نے سیکھی ہیں جنکا استعمال وہ محض اپنے ہی ہم پلہ لوگوں میں کر سکتے ہیں۔ ورنہ اُن کو وہ عزت حاصل نہیں جو یورپین کو ہے۔ اور نہ غیر مسیحیوں میں اس کا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ دیسی طریق پر زندگی بسر کرنا دشوار ہے۔ یورپین اپنی سوسائٹی میں شامل نہیں کرتے غیر مسیحیوں سے ہم سے اور ہمیں اُن سے احتراز ہے تو بتلائیے کہ وہ کس سوسائٹی میں شریک ہوں۔ اپنے وطن میں متروک اپنی قوم میں متنفر اپنے مذہب میں مخالف۔ اپنے رسم و رسومات میں نرالے اور باتوں میں مستثنےٰ +

زیادہ شوقینی اچھی نہیں

ناظرین! میں مدت سے چاہتی تھی کہ ایک مضمون ناظرین کے سامنے لکھ کر پیش کروں سو شکر ہے اُس خدا کا جس نے ناچیز بندی کو قلم پکڑنے کی طاقت عطا فرمائی مجھے پوری توقع ہے کہ جو عقلمند لڑکیاں ہیں میرے اس مضمون کو پڑھ کر ناراض نہ ہونگی لیکن ہاں جو فیشن ایبل ہیں وہ تو ضرور ہی غصے کو کام میں لاوینگی مگر نہ لاویں تو کام نہیں بن سکتا ہے۔ خیر مجھ کو ایسی باتوں کی چنداں پرواہ نہیں ہاں مگر ناظرین کو کسی قسم کی گستاخی معلوم ہو تو بندی دل سے معافی مانگنے کو تیار ہے میرا مضمون خاص کر سکول کی لڑکیوں پر ہے جو کہ تعلیم پا رہی ہیں اور بہت پا بھی چکی ہیں تمام لڑکیاں نہیں۔ مگر بقول شخصے۔ نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد۔ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ خاص کر جنہوں نے نئی تعلیم کی روشنی دیکھی ہے انکو زیادہ تر سٹوری بک پڑھنے میں دلچسپی حاصل ہوتی ہے بیشک بعض تو اپنی تعلیم کو زیادہ بڑھانا چاہتی ہیں کہ کہانی وغیرہ پڑھنے سے انگریزی زیادہ آتی ہے وہ تو خیر اچھا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی مدنظر رکھیں کہ کونسا وقت پڑھنے کے لائق ہے۔ یہ نہیں کہ ماں بیچاری تو گھر کے کام کاج میں لگی ہے۔ او چھوٹے بہن بھائی رو رہے ہیں کہ ماں کے پاس جانا ہے۔ لیکن بڑی آپا صاحب گول کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھی سٹوری بک پڑھ رہی ہے۔ دین دنیا کی ہوش نہیں ہے یا شام کو باہر جا رہی ہے کیونکہ آج بیڈ منٹن کی پارٹی میں کھیلنا ہے تیسری بات یا ہوا خوری کو جانا ہے کیونکہ صحت خراب ہو جاویگی۔ لیکن یہ خیال نہیں کہ ماں بیچاری جو صبح سے لگی ہوئی ہے وہ ضرور تھک گئی ہوگی اُس کی مدد کریں یا چھوٹے بہن بھائی کو دیکھیں۔ ان باتوں کی تو کچھ پرواہ نہیں اپنے فیشن اڑانے سے کام۔ گھر کا کوئی مرے یا جئے۔ چار حرف انگریزی کے آگئے گٹ پٹ کر دی بس تو یہ کام ہے میں تعلیم کے بالکل برخلاف نہیں ہوں کیونکہ میں کوئی ان پڑھ نہیں ہوں لیکن نئی روشنی کے بہت برخلاف ہوں چونکہ کئی ایک ہندو مسلمان بہنوں کیساتھ ایسی گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا جس سے کہ اکثر شرمندگی حاصل ہوئی۔ میری پیاری بہنوں ہم کو چاہئیے کہ اس عمر میں وہ کام کریں جس سے کہ ہم غیر قوموں کے واسطے ایک نمونہ بن جاویں۔ نہ یہ آزادگی حاصل کریں۔ بلکہ مسیح میں آزاد ہو جاویں۔

عارفہ
جس کا سیالکوٹ میں ہے آشیانہ۔

غزل

قدرت کے تو نے اپنی جلوے دکھا دیئے ہیں
کون و مکان والے حیراں بنا دیئے ہیں

ہے کون جس کو دعوے ہو تیری ہمسری کا
قم کہہ کے تو نے لاکھوں مرُدے جلا دیئے ہیں

نظر کرم میں تیری اکسیر کا ہے خاصہ۔
مٹی سے گنج قاروں تو نے بنا دیئے ہیں

چمکا کے مہر عرفاں تو نے مسیح پیارے
دنیا سے نقش باطل یکسر مٹا دیئے ہیں

نیکی کا پھل ہے نیکی بدیوں کا ثمرہ بد ہے
درس اس عمل کے دیکر تو نے دکھا دیئے ہیں

خورشید معرفت کی تیرے کرن جو چمکی۔
ظلمت کے دم میں پردے دل سے اُٹھا دیئے ہیں

ہر دل میں تو نے بو کر تخم نہال اُلفت۔
شاخوں میں تازہ میوے بھر پور لگا دیئے ہیں

ہر دل تیری ادا پر وارفتہ ہو رہا ہے تو
تو نے کچھ ایسے پیارے کلمے سُنا دیئے ہیں

سہہ کر غم و مصیبت تو نے مسیح پیارے۔
بچھڑے ہوئے خدا سے دم میں ملا دیئے ہیں

رحمت بھری نظر کر ہم عاصیوں پہ عیسےٰ
رو رو کے بحر عصیاں ہم نے بہا دیئے ہیں۔

اس پاک دہن پہ تیرے ہیں جان و دل سے عاشق
قالو بلیٰ کے تو نے نغمے سنا دیئے ہیں

یاد خطا میں رونا میرا عبث نہیں ہے
آنکھوں نے میری سیلاب گوہر لٹا دیئے ہیں

یاد خدا میں فانی جب سے تساہرے ہیں۔
جھگڑے جہاں کے سارے دل سے بھلا دیئے ہیں

ساقی: الاس راس رستا از شانتی نگر
منور افشاں کے لئے تحفۃً ارسال کیجئے۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حرف تحقیق کارخانہ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے بشمن پور ٹرانے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۲ء سے حصہ لڑکے پڑی کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک ماہواری فی طالب علم الخصیں جماعت ماہواری فی طالب علم ۶؎ سرکاری شرح متفرقات قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ ہے۔ ہائی کے طالب علم بغرض حصول تعلیم مشن سکولوں میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن رکشا کورورل کیریم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں کرد کرزل فی عہ سے عہ تک جن رکشا عہ سے الہ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے جس کے متعلق وسیع اور ہموار بورڈنگ ہوس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید براں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب۔

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۲ بارہ آنہ یا دو آنہ کا پیالہ ایک پتہ پر بھیجی جاوے تو ۱۲ کا ہوگا۔ نی کاپی ۳۔ المشتہر ای۔ ایم ویری ڈی ڈی مینجر لودیانہ۔

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی کئی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو آر۔ ٹی۔ ایس پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی پنجاب لیجس بک سوسائٹی نیلہ فارسٹ کی طرف سے شائع ہوتی ہیں۔ فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجو۔

مینیجر پادری ای۔ ایم ویری صاحب لودھیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور اردو میں آررد الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن انٹلیجنسر کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۲ سے ۶ تک۔ نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور ہسوا ای۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۲؎
ہندوستان و پنجاب سے مع 〃 〃 ۲؎
غیر ممالک سے 〃 〃 ۳/ ۱۳
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا ⅛ حصہ	۸/	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	دیہ
پورا کالم	عہ	صیہ	سہ
پورا صفحہ	صہ	صعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینجر نور افشاں کے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا۔